Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹-۷۴ | منگل ۵ محرم ۱۴۱۰ھ، ۸ ظہور ۱۳۶۸ہش، ۸ اگست ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۸۰

اخبارِ احمدیہ

سیّدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ آجکل احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلے میں بیرونی ممالک کے دَورے پر ہیں
خدا کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے

عبادت گاہوں کی اصل زینت اُن میں عبادت کرنیوالے لوگ ہوتے ہیں

اکٹھے ہو کر عبادت کرنے سے اجتماعی برکت کی طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں

سان فرانسسکو کی جماعت سے میں بہت خوش ہوں

بیت الذکر میں تقویٰ کی زینت لیکر آئیں اور خیال رکھیں کہ خدا ناراض نہ ہو جائے

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ کے
۳۰ جون ۱۹۸۹ء کو سان فرانسسکو (امریکہ) میں فرمودہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ

حضورِ انور نے فرمایا:
جماعت احمدیہ سان فرانسسکو کے لئے یہ مبارک اور تاریخی دن ہے۔ کیونکہ ایک لمبے عرصہ کے بعد جماعت کو مشن مہیا ہوا اور آج خدا کے فضل سے رسمی طور پر اس کا افتتاح کیا جا رہا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ سان فرانسسکو دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے اور عملاً ایک جماعت نہیں بلکہ تین جماعتوں میں منقسم ہے بلکہ غالباً ایک چھوٹی جماعت بھی اس کے ساتھ منسلک ہو چکی ہے اسلئے ہماری ضرورت یہ تھی کہ یہ مشن کم و بیش ان جماعتوں سے برابر فاصلے پر ہو اور اس کا رقبہ اتنا زیادہ ہو کہ آئندہ کی ضروریات کو پورا کر سکے۔

فرمایا - میرا رجحان ہمیشہ یہ رہا ہے کہ جب بھی کوئی جگہ لی جائے جماعت کی وقتی تعداد سے بہت زیادہ کشادہ جگہ لی جائے کیونکہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا جماعت کے ساتھ یہ سلوک چلا آرہا ہے کہ کھلے اور وسیع حوصلے کے ساتھ جو جگہ بنائی جاتی ہے خدا تعالیٰ جلد جماعت کو وسیع کر کے اس جگہ کو بھر دیتا ہے اس کا راز اخلاص اور تقویٰ ہے اگر خدا کی خاطر کوئی جگہ لی جائے اور اس کے نام کی سربلندی کی خاطر کوئی مرکز بنایا جائے تو خدا اس جذبے کو قبول فرماتا ہے۔ اور خود ہی اپنے گھر کی رونق کا سامان مہیا کیا کرتا ہے۔ لیکن یہ رونق ایک لحاظ سے اس جگہ آنے والے نمازیوں پر بھی منحصر ہے۔ لیکن جہاں تک اس جذبہ کی قبولیت کا تعلق ہے وہ خدا کی طرف سے قبول ہونے کے بعد زائد فضل کی صورت میں ایمان رکھنے والوں پر برستا ہے۔ فرمایا اس مضمون کو قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے کہ عبادت گاہوں کو زینت تم نے بخشنی ہے۔ اگر ان کی زینت ظاہری ہے تو تم انکی زینت سے حصّہ نہیں لوگے۔

فرمایا۔ یہ ایک حیرت انگیز اعلان ہے جسکی طرف بار بار جماعت کو توجہ دلانا ضروری ہے۔ اسی لئے بیوت الذکر اور مشنز کے افتتاح کے موقعہ پر میرا دھیان اس آیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ آج جو دنیا میں بڑی بڑی دولتمند حکومتیں ہیں۔ ان میں بعض مسلم حکومتیں بھی شامل ہیں۔ ان کی دولت سے جماعت کے اموال کی کچھ بھی نسبت نہیں، ان کا زور فلک بوس عمارتوں کی تعمیر پر ہوتا ہے جو فن تعمیر کی نمونہ ہوں۔ مگر ان کی یہ کوششیں قرآن کی اس آیت کے مفہوم سے متصادم ہیں۔ قرآن نے کہیں یہ ذکر نہیں کیا کہ عبادت گاہیں اپنی ظاہری شان و شوکت کے ذریعہ ایمان والوں کو زینت بخش سکتی ہیں۔ ہاں یہ فرمایا کہ عبادت گاہ کو ایمان لانے والا زینت بخشتا ہے۔ دین حق میں خدا کے ساتھ تعلق کی روح کو بیان فرما دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے حکومتوں کی دولت سے تعمیر ہونے والی عظیم الشان عبادت گاہیں اور ان کے نمازیوں کی حالت پر غور کرتے ہوئے اس مسجد نبوی کا تصوّر باندھیں جو کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھی، اور بارش جس کے صحن کو کیچڑ میں بدل دیا کرتی تھی۔ مگر اس کی زینت حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے تقویٰ سے مزیّن پاکباز وجود تھے۔ اس مسجد کی زینت کو ان مساجد سے بھلا کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

فرمایا - یہی حال دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کا ہے۔ ایک دنیادار کی نظر تو عمارت کے ظاہر پر پڑتی ہے۔ لیکن خدا کی نظر ان دلوں پر پڑتی ہے جو ان میں اس کی عبادت کے لئے آتے ہیں۔

حضور نے فرمایا۔ اس پہلو سے میں جماعتِ احمدیہ سان فرانسسکو کو مبارک باد کے ساتھ یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس مشن ہاؤس کو اپنے وجود کی زینت کا تقویٰ بخشیں۔ اور خدا کی خاطر یہاں آیا کریں۔ اور یاد رکھیں کہ جب نیک لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوں تو ان کی نیکی کی اجتماعی قوت سے غیر معمولی روحانی قوت پیدا ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ نجات یافتہ اور بابرکت لوگ ہیں۔ اور ذکر الٰہی کی خاطر جمع ہونے والے ان بابرکت لوگوں کی برکت سے اُن کے ساتھی بھی حصّہ پاتے ہیں۔

فرمایا خدا کے بندے جب خدا کی خاطر اکٹھے ہوتے، اجتماعی منصوبے بناتے یا ذکر الٰہی کرتے ہیں تو ان کے اندر اجتماعی برکت کی کچھ طاقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان کا ماحول ان کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور وہ بہتر اُمّت کے مصداق وجود بن جاتے ہیں۔ پس اس مشن میں آپ کا اکٹھا ہونا ایک تو آپ کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔ اور دوسرا اس سے جماعت کے اندر ایک نئی رُوح اور نئی زندگی پیدا ہوگی۔ یہ فرضی بات نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ اور ہم نے ان برکتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ کے یہاں اکٹھے ہونے کی برکت سے آپ کے ہمسایوں اور ماحول کو بھی اثر ملنا چاہیئے۔

باقی صہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۸ ظہور ۱۳۶۸ ہش ـ ۸ اگست ۱۹۸۹ء

خدا کا حکم چلتا ہے

کوئی کہہ رہا تھا پانی بھی عجیب ہے۔ برستا ہے تو خوب برستا ہے اور نہیں برستا تو ہم اسے برستا دیکھنے کیلئے ترس جاتے ہیں۔ اور یہ کہتے کہتے اسے خیال آیا کہ بات غلط زاویہ سے کہہ دی گئی ہے۔ پانی کیا چیز ہے۔ نہ اس میں برسنے کی طاقت ہے اور نہ اس میں رُکنے کی طاقت ہے۔ یہ طاقت تو اس میں ہے جو ہمارا خالق و مالک ہے اور جس کے ہاتھ میں اسباب بھی ہیں اور ان اسباب کے استعمال کے نتائج بھی۔ جو جب چاہتا ہے پانی کو برساتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے روک رکھتا ہے۔ یہ ہے ہمارا خدائے قادر و قدیر۔ اس کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے یا ہونے سے رُک جاتا ہے۔ کہتے ہیں نا کہ اس کے حکم کے بغیر تو پتّہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اس کا ایک نہایت لطیف ثبوت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے جماعت کے سامنے رکھا۔ اور وہ یہ تھا کہ حضور نے فرمایا کہ پتّوں کی طرف بڑی گہری نظر سے دیکھ رہے تھے۔ تو ہوا یوں کہ ایک پتّہ جو پوری طرح سرسبز تھا وہ تو زمین پر آ رہا اور دوسرا اس کے ساتھ والا پتّہ جو زرد تھا اور عام حالات میں کہا جاسکتا تھا کہ وہ تو مُردہ ہے اور مُرجھا چکا ہے وہ ٹہنی کے ساتھ لگا رہا۔ گرنا تو اس زرد پتّے کو چاہیئے تھا لیکن گرا دوسرا۔ یعنی سرسبز۔ اگر کوئی انہیں حکم دینے والا نہیں تھا تو ایسا کیوں ہوا۔ کس نے کہا کہ زرد پتّہ ابھی ٹہنی پر ٹھہرے اور سرسبز پتّہ گر جائے۔ یہ تھا حکمِ خداوندی۔ اور جب سے یہ مثال سُنی ہے دل میں ایک سرور ہے اور اس بات کا پکّا یقین کہ جو کچھ ہمارے اِرد گِرد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا وہ خدا کے حکم ہی سے ہوتا ہے۔

یہی بات ہمیں اس بات کی طرف متوجّہ کرتی ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں۔ خدا سے دعا کرنی چاہیئے اور خدا کی رضا پر راضی رہنا چاہیئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ایک روایت آتی ہے کہ شدید گرمی میں حضور نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ کہنا یہ چاہتے تھے کہ گرمی کی شِدّت کم ہو جائے لیکن پھر ہاتھ یہ کہہ کر چھوڑ دِئے، کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ اگر انسان کے دِل میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے اور اسے ایسا کرنے کی توفیق مِل جائے تو اسکی زندگی نہایت اطمینان سے گذرے اور اسے کبھی۔ کسی حالت میں بھی۔ کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔

> منزل کے راستے تو کئی ہیں مگر جناب
> صِرف ایک راستہ ہے جو پہنچائے گا شتاب
> منزل خدا ہے اور اسی منزل سے پُوچھئے
> کس طرح اس سفر میں کوئی ہو گا کامیاب
>
> ـــــــ ابوالاقبال

نہ پوچھ مجھ سے وقارِ غلامِ میخانہ
خدا کرے کہ تُو سمجھے مقامِ میخانہ

مَیں کیسے بادہ پرستوں کی شوخیاں دیکھوں؟
مری نگاہ میں ہے احترامِ میخانہ

پلائے پیرِ مغاں جسکو اپنے ہاتھوں سے
حلال اس کو ہے آبِ حرامِ میخانہ

نہیں ہے گردشِ افلاک کی مجھے پروا
اسی طرح رہے گردش میں جامِ میخانہ

ہمارے پاس نہیں کچھ بھی نقدِ جاں کے سوا
پلا دے آج تُو صہبا بنامِ میخانہ

جو محتسب تھا اُسے کر دیا سبو بردوش
بڑا عجیب ہے یہ اِنتقامِ میخانہ

یہ مَیکدہ ہے چلا آئے جس کا جی چاہے
کسی پہ بند نہیں فیضِ عامِ میخانہ

کسی کے نُورِ نگہ سے سحر درخشاں تھی
کسی کے جام سے رنگیں تھی شامِ میخانہ

خوشا نصیب کہ ہم اُسکی اقتدا میں پئیں
خوشا نصیب کہ آئے امامِ میخانہ

یہ کون رند تھا جو اپنی جاں پہ کھیل گیا
ہے کیسا شور بپا زیرِ بامِ میخانہ

جسے عزیز ہے جاں، لے کے جاں چلا جائے
مِلا ہے بادہ کشوں کو پیامِ میخانہ

ہزار بار پیو پھر بھی مَے زیادہ ہے
مدامِ مَے کی ضمانت ہے نامِ میخانہ

وہ جس نے کوئے مغاں میں وفات پائی ہے
ہزار بار ہے اُس پر سلامِ میخانہ

کبھی کسی نے یہ دیکھا تھا معجزہ اعجازؔ
لبِ پیالہ پہ آیا کلامِ میخانہ

ـــــــ سعید احمد اعجازؔ ـــــــ

> "سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھا رہا ہو۔ الفضل کی اشاعت کی طرف جماعت کو خاص توجہ دینی چاہیئے۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو الفضل خریدنا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک وہ آواز پہنچنی چاہیئے جو مرکز کی طرف سے اُٹھتی ہے۔"
>
> ـــــــ (حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث) ـــــــ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف ۔ نون ۔ سین

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ۔

"کرنہ کر"

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے برادر نسبتی تھے۔ سول سرجن تھے اور بہت اچھی تحریر پیش کرنے کی انتہائی قابلیت کے مالک۔ ایک وقت میں الفضل میں شائع ہونے والے آپ کے مضامین کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ نہایت آسان زبان اور ایسی باتیں جو ہر شخص کے ارد گرد بکھری تو پڑی ہیں لیکن ان پر سوچنے اور ان کو سمجھنے اور ان کو احاطہ تحریر میں لانے کا ملکہ بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اسوقت ہمارے سامنے آپ کی ایک چھوٹی سی کتاب "کرنہ کر" ہے اس میں مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے جسمانی، تمدنی، معاشرتی، تعلیمی، اخلاقی اور مذہبی نصیحتیں مندرج ہیں ان کو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے جمع کیا تھا اور حکیم عطاء اللہ زرین رقم صاحب نے کتابی صورت میں طبع کروا کر دوستوں میں تقسیم کیا۔ اس کتاب کا انتساب دنیا کے سب سے بڑے حکیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر ہے۔ دیباچہ حضرت میر صاحب ہی کا تحریر فرمودہ ہے۔

فرماتے ہیں "کچھ عرصے سے میرا خیال تھا کہ چھوٹے چھوٹے اور سادے فقروں میں دین حق کے عوامل اور نہی کو اس طرح بیان کیا جائے کہ معمولی لکھا پڑھا آدمی یا چند جماعت کا طالب علم بھی دین حق میں سراہی جانے والی زندگی کے احکام دربارہ حفظان صحت۔ تہذیب و تمدن۔ مالی معاملات۔ اخلاق اور دینیات کو سمجھ سکے۔ ساتھ ہی یہ اہتمام بھی کیا جائے کہ یہ رسالہ فقہ کی کتاب نہ بن جائے۔ نہ اس میں حوالے ہوں جس کو عام لوگ نہ سمجھ سکیں نہ احکام کا فلسفہ لکھا جائے۔ تاکہ بچوں اور عورتوں کے لئے بھی آسانی رہے۔ صرف سرسری بیان ہو جو اگرچہ بے حوالوں اور بغیر سند کے ہو۔ مگر ہو مستند اس میں زیادہ تر نوجوانوں اور بچوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ مگر عورتیں اور بڑے آدمی بھی اگر چاہیں تو فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ طرز خطاب نئی قسم کا۔ مگر ہماری مذہبی روایات کے مطابق ہے۔ اور "تو" کا لفظ محض اظہار محبت اور خیر خواہی کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے جب اس رسالے کا مسودہ تکمیل کو پہنچ گیا تو ایک دن اتفاقاً جبکہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرانے اشتہارات پڑھ رہا تھا تو معلوم ہوا کہ حضور نے پنڈت کھڑک سنگھ آلیہ کے مقابل پر ایک اشتہار میں اسی کتاب کے اصول پر اور طرز پر مختصر بعض احکام قرآن مجید کے لکھے تھے جنہیں دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حضور بھی اس طریق تحریر کو تعلیم دین اور دعوت الی اللہ کے لئے مفید خیال فرماتے تھے۔ میں تبرکاً حضور کی اس ساری عبارت کو ذیل میں درج کر دیتا ہوں تاکہ اس کی وجہ سے ہمارے نوجوان اس رسالے کی طرف بشوق مائل ہوں۔ اور اگر کسی دوست کو اس طریقہ تحریر پر اعتراض ہو تو وہ بھی دور ہو جائے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

" تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو جس نے تمہارے جسموں کو بنایا۔ اسی نے تمہاری روحوں کو پیدا کیا۔ وہی تم سب کا خالق ہے۔ اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی پس آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین و آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کی عمل کی پیدائش نہیں محض خدا کی رحمت ہے۔ کسی کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ میری نیکیوں کے عوض خدا نے آسمان بنایا زمین بچھائی یا سورج پیدا کیا۔

۳ ۔ تو سورج کی پرستش نہ کر
تو چاند کی پرستش نہ کر
تو آگ کی پرستش نہ کر
تو پتھر کی پرستش مت کر
تو مشتری ستارے کو مت پوجا کر۔ تو کسی آدم زاد یا کسی اور جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ۔ کہ یہ سب چیزیں تیرے نفع کے لئے خدا نے پیدا کی ہیں۔

۴ ۔ بجز خدا تعالیٰ کے کسی چیز کی بطور حقیقی تعریف مت کر کہ سب تعریفیں اسی کی طرف راجع ہیں۔ بجز اس کے کسی کو اس کا وسیلہ مت سمجھ کہ وہ تجھ سے تیری رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔

۵ ۔ تو اسکو ایک سمجھ کہ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ تو اسکو قادر سمجھ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہیں۔ تو اس کو رحیم اور فیاض سمجھ کہ جس کے رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہیں۔

۶ ۔ تو سچ بول اور سچی گواہی دے اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو۔ یا باپ پر ہو یا ماں پر ہو۔ یا اور کسی پیارے پر۔ اور حقانی طرف سے الگ مت ہو۔

۷ ۔ تو خون مت کر کیونکہ جس نے ایک بے گناہ کو مار ڈالا وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے سارے جہان کو قتل کر دیا۔

۸ ۔ تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر۔ تو اپنے نفس کو آپ قتل مت کر۔ تو کسی قاتل یا ظالم کا مددگار مت ہو۔ تو زنا مت کر ۔ تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کا ناحق باعث آزار ہو۔

۱۰ ۔ تو قمار بازی نہ کر تو شراب مت پی۔ تو سود مت لے۔ اور جو تو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہی دوسرے کے لئے کر۔

۱۱ ۔ تو ہرگز آنکھ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

۱۲ ۔ تم اپنی عورتوں کو میلوں اور محفلوں میں مت بھیجو اور ان کو ایسے کاموں سے بچاؤ کہ جہاں وہ ننگی نظر آویں۔ تم اپنی عورتوں کو زیور جھنکاتے ہوئے خوش اور نظر پسند لباس میں کوچوں اور بازاروں میں اور میلوں کی سیر سے منع کرو اور ان کو نامحرموں کی نظر سے بچاتے رہو۔ تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو اور دین اور عقل اور خدا ترسی میں ان کو پختہ کرو اور اپنے لڑکوں کو علم پڑھاؤ۔

۱۳ ۔ جب تو حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو تو سچی گواہی دیوے اور جب تیرے نام حاکم کی طرف سے بغرض ادائیگی گواہی کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کیجیو۔ اور عدول حکمی مت کریو۔

۱۴ ۔ تو خیانت مت کر تو کم وزنی مت کر اور پورا پورا تول تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہ مت تول۔ تو جعلی دستاویز مت بنا۔ تو اپنی تحریر میں جعلسازی نہ کر۔ تو کسی پر تہمت مت لگا۔ اور کسی کو الزام نہ دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔

۱۵ ۔ تو چغلی نہ کر۔ تو گلہ نہ کر۔ تو نمامی نہ کر۔ اور جو تیرے دل میں نہیں وہ زبان پر مت لا۔

۱۶ ۔ تیرے پر تیرے ماں باپ کا حق ہے جنہوں نے تجھے پرورش کیا۔ بھائی کا حق ہے۔ محسن کا حق ہے۔ سچے دوست کا حق ہے۔ ہمسایہ کا حق ہے ہم وطنوں کا حق ہے۔ تمام دنیا کا حق ہے۔ سب سے رتبہ بہ رتبہ ہمدردی سے پیش آ۔

۱۷ ۔ شرکاء کے ساتھ بدمعاملگی مت کر۔ یتیموں اور نابالغوں کے مال کو خورد برد مت کر۔

۱۸ ۔ اسقاط حمل مت کر۔ تمام قسم کے زنا سے پرہیز کر۔ کسی عورت کی عزت میں خلل ڈالنے (کے لئے) اس پر کوئی بہتان مت لگا۔

۱۹ ۔ رُو بخدا ہو اور رُو بدنیا نہ ہو کہ دنیا ایک گزر جانے والی چیز ہے اور وہ جہان ایک ابدی جہان ہے۔ بغیر ثبوت کامل کے کسی پر نالائق تہمت مت لگا کہ دلوں اور کانوں اور آنکھوں سے قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔

۲۰ ۔ کسی سے کوئی چیز جبراً مت چھین اور قرض کو عین وقت پر ادا کر اور اگر تیرا قرض دار نادار ہے تو اسکو بخش دے اور اگر اتنی طاقت نہیں تو قسطوں سے وصول کر لیکن تب بھی اس کی وسعت طاقت دیکھ لے۔

۲۱ ۔ کسی کے مال میں لاپرواہی سے نقصان مت پہنچا اور نیک کاموں میں لوگوں کو مدد دے۔

۲۲ ۔ اپنے ہم سفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان سے تواضع سے پیش آ۔ سوال کرنے والے کو خالی مت پھیر اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کر۔"

(یہاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریر ختم ہوتی ہے)

سو اسی نمونے پر اور اسی کی تفسیر کے لئے میں نے یہ رسالہ لکھا ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کے موقعہ پر چھپی تھی اور تین چار دن میں ساری کی ساری ہاتھوں ہاتھ نکل گئی۔

خدا نے چاہا تو ہم الفضل میں ان تمام باتوں کو قسط وار شائع کریں گے تاکہ کتاب نہ ملنے کی صورت میں بھی دوست الفضل کے ذریعے اس سے مستفید ہو سکیں۔

وہ شکست جس سے خدا راضی ہو
اس فتح سے بہتر ہے جو موجب
غضب الٰہی ہو (الوصیت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک منیر احمد ۔ ٹوکیو (جاپان)

ابھرتے سورج کا دیس جاپان

قسط نمبر ۲ آخری

مذہب

جاپانی لوگ فی زمانہ کسی بھی مذہب کو دل سے تسلیم نہیں کرتے۔ عموماً ایسی مذہبی تنظیموں کو محض ایک کلب یا محفل سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اگرچہ قدیم زمانہ سے جاپان میں مذہبی اعتبار سے جس مذہب کو مانا گیا وہ ظاہر پرستی کا مذہب تھا جو "شنتو" کے نام سے پہنچانا گیا اس مذہب کو اگر عقیدہ فطرت پرستی کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا کیونکہ لوگ پہاڑوں۔ درختوں۔ آسمان۔ سورج اور ایسے تمام قدرتی عناصر جن میں انکو ایسی قدرت نظر آتی ہے۔ کہ اس سبب سے وہ ان قدرتی عناصر کو خدا ماننے لگیں۔ جاپانی ذہن کا اگر گہرا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ قوم قدیم زمانہ سے باہمی بات چیت اور دلی اظہار کے استعمال کے لئے تصویریں بنا بنا کر بات کیا کرتے تھے۔ بعد میں یہ تصویری زبان موجودہ شکل میں تبدیل ہوگئی۔ اب بھلا کسی خدا کو ماننے کے لئے اس کی تصویر یا ظاہری شکل نہ ہو تو جاپانی ذہن کسی بھی خدا کو آسانی سے تسلیم کرتا نظر نہیں آتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ ایسے تمام ظاہری قدرتی عناصر جن میں خدائی طاقت کی جھلک نظر آتی ہو اُسے خدا کا نام دے دیا جاتا رہا ہے اسی طرح قدیم بادشاہوں کو بھی خدا کہا جاتا تھا کیونکہ وہ طاقت میں ہوتے تھے۔ اب بھی بعض ایسے جاپانی جو دنیاوی طور پر عام انسانوں کی نسبت کسی بھی طرح کوئی اعلیٰ مقام یا طاقت رکھتے ہیں یا ان کے نیچے ہزاروں لوگوں کی روزی کا انحصار ہے ایسے جاپانی لوگ خود کو خدا کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگوں کیلئے رزق مہیا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور جاپانی لوگ بھی اپنے مالک کا اسقدر عزت و احترام کرتے ہیں کہ اسے خدائی کے مقام پر بٹھا دیتے ہیں۔ یہ ہی وہ بنیادی اصول ہیں جو انکی فطرت کا حصہ بن گئے ہیں۔ جو آپکو عموماً سب جاپانی لوگوں میں زیادہ نہیں تو کسی حد تک ضرور نظر آئیں گے۔ یہ لوگ بہت نرم بھی ہیں اور دوسری طرف بہت ظالم بھی۔ اگر آپ کسی جاپانی سے تحفہ وصول کرتے ہیں یا وہ آپکی مدد کسی بھی رنگ میں کرتا ہے تو جواباً آپ اس کے شکرگزار ہونگے لیکن اگر آپ اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو اس کے دل میں آپکے لئے وہ محبت نہ رہے گی اگرچہ وہ اس کا اظہار نہ بھی کرے۔ لیکن اگر آپ شکریہ ادا کریں گے تو کوئی بعید نہیں کہ اس اظہار تشکر کے جواب میں خوش ہو کر آپ کو کوئی مزید اچھا تحفہ پیش کر دے۔

فی زمانہ جاپان کی دنیاوی ترقی کا راز اسی بات میں پوشیدہ ہے کہ یہ لوگ دوسروں کو عزت بخشتے ہیں اور اپنے لئے عزت چاہتے ہیں۔ ہر شخص ایک دوسرے کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا بھی ویسا ہی احترام کیا جائے گو یہ عمل بغیر اخلاقی قدروں کے ناممکن ہے۔ اور یہ ہی وہ بنیادی اصول ہیں جو جاپانی قوم میں بہت حد تک یوں موجود ہیں کہ سکولوں اور گھروں میں بچوں کو روزمرہ زندگی کے انسانی معاملات رہن سہن۔ لین دین اور آپس کے ادبی تقاضوں کا وہ درس دیا جاتا ہے جسکے لئے بعض دفعہ ۶، ماہ کے بچے کو بھی معاف نہیں کیا جاتا۔ اور کبھی تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اتنے ظالم ہیں کہ معصوم بچے تک کو جہاں روکنا یا سمجھانا مقصود ہوتا ہے تو بہت سختی سے پیش آتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جاپان کا ملک اپنے ایسے ہی اصولوں اور اخلاقی قدروں کی پابندی کے باعث آج بمقابلہ دوسری دنیا سب سے زیادہ محفوظ اور پرامن ملک ہے۔ آدھی رات کو بھی عورت ہو یا مرد کسی گلی یا سڑک پر اکیلے جا رہے ہوں تو کوئی خوف نہیں۔

پولیس

یہاں کی پولیس کا نظام مضبوط ڈھانچے میں ڈھلا ہوا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ یہ دنیا بھر میں محفوظ ترین ملک ہے جو اپنی مثال آپ ہے یہاں شہر شہر گاؤں گاؤں اور تقریباً ہر تھوڑے فاصلہ پر پولیس سٹیشن نظر آتا ہے۔ یہاں کی زبان میں پولیس سٹیشن کو KO BAN (کوبان) یعنی POLICE BOX (پولیس بوکس) کہا جاتا ہے اور پولیس مین کو OMAWARISAN (اُماواری سان) کہتے ہیں۔ یہ پولیس مین دن میں کئی مرتبہ اپنے اپنے حلقہ میں محدود علاقہ کی گلی گلی قریہ قریہ سائیکل پر یوں چکر لگاتے رہتے ہیں تاکہ ماحول سے ہر طرح آگاہی رہے۔ اسکے علاوہ ہر نئے چہرے پر نظر رکھتے ہیں۔ راہگیروں کو راستہ بتانے میں پولیس یہاں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ٹریفک کے اصول کی پابندی کروانا اور بار بار اسکی توجہ دلاتے رہنا اور گرد و پیش میں عوام الناس سے ہر وقت کا ایسا رابطہ رکھنا پولیس مین کی زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے۔

تعلیم

جاپان میں بچے جب ۶، برس کے ہوتے ہیں تو قریب کے گورنمنٹ سکول میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ ۵، برس کے بچے کا داخلہ نہیں لیا جاتا۔ اس لئے لازمی تعلیم ۶، برس کی عمر سے شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے ۶، سال ایلیمنٹری سکول پھر ۳، سال ہائی سکول میں لگائے جاتے ہیں۔ ۹، سال تعلیم مکمل کرنے کے بعد تین سال کے لئے سینئر ہائی سکول ہوتا ہے اور پھر ۴، سال کالج میں تعلیم دی جاتی ہے اسطرح ۲۲، سال کی عمر میں بچے گریجوئیٹ ہو کر ملازمت حاصل کرتے ہیں۔

جاپان میں لازمی تعلیم پانے والے بچوں کی تعداد ۱۰۰، فی صد گنی گئی ہے جن میں ۹۳، فی صد لڑکے اور ۹۶، فی صد لڑکیاں عموماً سینئر ہائی سکول تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ۳۰، فی صد لڑکے اور ۴۰، فی صد لڑکیاں تعلیم کے آخری ۴، سال یعنی یونیورسٹی تک کی تعلیم مکمل کرتے ہیں۔

کرنسی

جاپان کے سکہ کا نام ین (YEN) ہے۔

جاپان کے بینک نے تقریباً ۴، قسم کے کاغذی نوٹ اور ۶، قسم کے سکے جاری کئے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا نوٹ دس ہزار ین کا ہے۔ پھر پانچ ہزار ین اور بالترتیب ایک ہزار اور پانچ سو ین کا نوٹ لیکن گذشتہ سال سے جاپان میں پانچ سو ین کا نوٹ ختم کر کے سکہ میں تبدیل کر دیا ہے۔

سکوں میں سب سے بڑا سکہ ۵۰۰، ین پھر ۱۰۰، ین ۵۰، ین، دس ین، ۵ ین اور پھر ایک ین کا سکہ ہے۔

ایک ین کے سکہ کا استعمال چند ماہ قبل تک نہ ہونے کے برابر تھا۔ لیکن حال ہی میں جاپانی گورنمنٹ نے روزمرہ کی عام اشیاء کی خرید و فروخت پر ۳%، فی صد سیل ٹیکس SALE TAX لگا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک اور پانچ ین کے سکہ کا استعمال بہت ضروری ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ کریڈٹ کارڈ سسٹم اب بہت رواج پکڑ رہا ہے۔ جس سے رقم ساتھ رکھے بغیر خرید و فروخت میں بہت آسانی ہوگئی ہے۔

جاپانی کرنسی بمقابلہ ایک امریکی ڈالر ایک سو تنتالیس ین کے برابر ہے۔ جو ہر دن کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ پاکستانی ایک روپیہ تقریباً جاپانی سات ین کے برابر ہے۔ جاپانی کرنسی آج بین الاقوامی سطح پر بہت مضبوط کرنسیوں میں شمار ہونے لگی ہے۔ غیر ملکی ٹورسٹ کے لئے جاپان بہت مہنگا ملک ہوتا جا رہا ہے جبکہ اسکے برعکس جاپانی ٹورسٹ غیر ممالک میں کثرت سے سفر کرنے لگے ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے جاپانی کرنسی کے ساتھ خصوصاً ایشین ممالک میں سفر کرنا بہت ہی سستا ہوگیا ہے۔ جاپانی لوگ نہ صرف ایشیاء بلکہ یورپ، امریکہ، کینیڈا آسٹریلیا میں بھی کثرت سے سفر کرنے لگے ہیں۔

ان کا مقصد سیر و سیاحت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا مگر جاپان کی کرنسی کی اس کشش کے نتیجہ میں جاپان کے قریبی ملکوں کے علاوہ نوعمر امریکن بھی ملازمت کی خاطر جاپان میں بڑی تعداد میں داخل ہو رہے ہیں۔ جس کی بڑھتی ہوئی تعداد جاپان میں تشویش کا باعث بن رہی ہے۔ پاکستان بنگلہ دیش اور ایران سے بھی ہزاروں کی تعداد میں بے روزگار نوجوان آگئے ہیں اور جاپان میں روپیہ کما کر اپنے گھروں میں خوب زر مبادلہ بھجوا رہے ہیں۔

خوشحالی کے پروگرام

جاپان میں ان گنت پرائیویٹ تنظیمیں ہیں جو محض نسل انسانی کے خوشحالی کے پروگراموں کو چلا رہی ہیں۔ جن میں ہر نظریہ و خیال کے لوگوں کی باہمی دلچسپی کے معاشرتی اور ثقافتی پروگرام منعقد ہوتے ہیں۔ جنگ عظیم سے قبل جاپان میں بھی بہت بچے پیدا ہوتے تھے لیکن اب ایک خاندان صرف تین یا چار افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہاں کے نوجوان طبقہ میں انگریزی بولنے اور سیکھنے کا رواج بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ انگریزی بولنے والوں کو قدرے اچھی تنخواہ مل جاتی ہے۔ ویسے ایک عام دفتری ملازم ایک لاکھ پچاس ہزار ین سے تین لاکھ ین تک ماہوار کما لیتا ہے۔ جاپان کے تقریباً ہر شعبہ میں عورت۔ مرد کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوش بدوش کام کر رہی ہے جاپان کے تقریباً ہر کاروباری حلقہ میں وقفہ کے دوران ملازمین کی جسمانی ورزش کا اہتمام کیا جاتا ہے جاپانی لوگ بہت محنت کرتے ہیں اور کم از کم ۸، گھنٹے سے ۱۲ گھنٹے روزانہ کام کا صحیح حق ادا کرتے ہیں کام کے اوقات کے بعد اکثر عورتیں اور مرد گھروں میں واپسی کے دوران، بسوں اور گاڑیوں میں سفر کرتے ہوئے اخبارات کے علاوہ پسندیدہ کتب و رسائل کا مطالعہ کرنے میں مشغول نظر آتے ہیں۔ بعض لوگ کام سے تھکاوٹ کے باعث ٹرینوں میں بیٹھے بیٹھے سو جاتے ہیں۔ مگر شعور بیدار رہتا ہے۔ جب ان کے اترنے کی جگہ آتی ہے تو اٹھ بیٹھتے ہیں۔

جاپانی قوم میں تین باتیں بہت ہی نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔ تہوار و میلہ جات کے بہت شوقین ہیں۔ سال کے ۳۶۵، دنوں میں شاید ہی کوئی دن خالی ملے کہ ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں آپ کوئی میلہ یا تہوار ہوتا ہوا نہ پائیں۔

دوسری بات یہ کہ کھانے پینے کے بہت دلدادہ ہیں۔ مُلک مُلک کے کھانوں کے ریسٹوران جاپان میں عام ملتے ہیں۔ گھروں میں کھانے پینے کے علاوہ ریسٹوران میں بدل بدل کر ہر ملک کے کھانوں کو بڑے شوق سے کھانے جاتے ہیں۔ شراب کے پینے پلانے میں جاپانی کسی بھی طرح یورپی اقوام سے پیچھے نہیں بلکہ زندگی کے مقصد میں سے شراب کا پینا مقصدِ خاص گنتے ہیں۔ جاپانی لوگ دنیا میں موجود تقریباً ہر کھانے کی چیز کو بڑے شوق اور تعریفی جملوں کی لین دین کے ساتھ بڑے مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ سیر و سیاحت کا شوق کرنے میں روپیہ پیسہ کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے خواہ کمائی کا آخری پیسہ تک بھی خرچ کرنا پڑے۔ اندرونِ ملک کے علاوہ غیر ممالک میں سیر و سیاحت کا شوق کثرت سے بڑھ رہا ہے۔

جاپانی عوام کے اس شوق کو حتی الامکان پورا کرنے اور کروانے میں ملک کے دوسرے ادارے جن میں ٹرانسپورٹ کا نظام۔ مواصلاتی نظام اور ٹیلیویژن بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ ٹیلیویژن کے ۶، بڑے سٹیشن ہر طبقہ و خیال کے لوگوں کے لئے انکی دلچسپی کے پروگرام صبح ۶ بجے سے لیکر رات ۱۲، بجے تک نشر کرتے ہیں۔

> انسانوں میں سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔

پاکستان ویمن لائرز ایسوسی ایشن

حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی ہے کہ جہاں بھی اور جس قدر بھی ممکن ہو قیدیوں کی مدد کی جائے۔ نہ صرف ان قیدیوں کی جو اپنی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ دوسرے قیدیوں کی بھی اور وہ بھی بغیر مذہب کی تمیز کے یعنی چاہیے وہ کسی مذہب بلکہ کسی قومیت کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں انکی ممکنہ حد تک مدد کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے متعدد مقامات پر جس رنگ میں بھی ممکن ہوا قیدیوں کی مدد کی ہے۔ اور اللہ نے چاہا تو مدد کرتی رہے گی۔ پاکستان میں قیدیوں کی ایک ایسی قسم بھی ہے۔ جو حدود آرڈی ننس کے تحت قید خانوں میں پڑی ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں حال ہی میں افروز احسان حق جو پاکستان وومن لائرز ایسوسی ایشن کی رکن ہیں انہوں نے پاکستان میں قید خانوں کی حالت کے متعلق ایک نوٹ شائع کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں۔

" آجکل ایک خاص تعداد میں پاکستانی عورتیں سلاخوں کے پیچھے سڑ رہی ہیں۔ ان کا جرم کیا ہے؟ حدود آرڈی ننس کی خلاف ورزی۔ حال ہی میں پاکستان وومنز لائرز ایسوسی ایشن نے ایک سروے کے ذریعے انکی کیفیت معلوم کرنی چاہی تاکہ وہ ان بدقسمت عورتوں کو رہائی دلانے کے سلسلے میں کوئی کام کرسکیں۔ اسی سروے کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ موجودہ قانونی کارروائیوں کے طریق کار میں متعدد خامیاں ہیں۔ جو کچھ قید خانوں کی حالت دیکھی گئی وہ بھی غیر تسلی بخش ہے۔ افروز احسان حق نے کراچی کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کراچی جیل میں گئے اور وہاں دیکھا کہ نہ صرف پاکستانی بلکہ بنگلہ دیشی، جرمن اور نائیجیریا کی عورتوں کو ایک ہی جگہ اور وہ بھی چھوٹے سے کمرے میں رکھا گیا ہے۔ پاکستان پرزن رولز یعنی پاکستان میں قید خانوں کے قوانین نمبر ۳۰۸ اور ۳۰۹ صاف طور پر بتاتے ہیں کہ قیدیوں کو انکی عمر کے لحاظ سے الگ الگ رکھا جانا چاہیئے۔ عورتوں کے لئے جو کچھ وہاں بیان کیا گیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ کیونکہ ۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکیاں اور ۱۶ سے ۲۰ سال تک کی لڑکیوں اور ۲۰ سال سے زیادہ عمر کی عورتوں کو ایک ہی کوٹھڑی میں دیکھا گیا سروے کرنے والی کہتی ہیں کہ ہم نے ان عورتوں کو سوالنامے دیئے اور جب جواب موصول ہوئے تو ان میں سے بعض ایسے جواب تھے کہ جن سے انسان کا دماغ کھولنے لگتا ہے۔

یہ سب عورتیں غیر قانونی شادی کی وجہ سے حدود آرڈی ننس کے ماتحت جیل میں لائی گئیں۔ مسلم فیملی لاء آرڈی ننس کی دفعہ ۷ کے تحت طلاق کا سرٹیفکیٹ صرف خاوند علاقے کے چیئرمین کو پیش کر سکتا ہے۔ اور ہوتا اکثر یہ ہے کہ خاوند طلاق دینے کے بعد یہ سرٹیفکیٹ دینے سے گریز کرتا ہے تاکہ عورت کو طلاق بھی دے دی جائے اور وہ اس کے ہاتھ سے نکل بھی نہ سکے اور دوسری شادی کرنے کے قابل نہ ہو۔ اگرچہ معاشرہ تو طلاق یافتہ عورت کو شادی کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن یہ چالاک خاوند نہیں چاہتے کہ ان کی عورت یا ان کی جائیداد، عورت کی صورت میں کسی اور کے پاس چلی جائے اور اگر وہ کسی اور جگہ شادی کرلیتی ہے تو اسے زناء کے الزام میں ملوث کردیا جاتا ہے۔ عورت کے پاس تو کوئی سرٹیفکیٹ ہوتا نہیں اس لئے وہ یہ بات ثابت نہیں کرسکتی کہ اس کو طلاق مل چکی ہے

یہ بات عورتوں کے اخلاق میں کسی خامی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ملکی قانون کی خامی کا اظہار کرتی ہے۔ ہم نے جیلوں میں حاملہ عورتیں بھی دیکھیں۔ اگرچہ قاعدہ نمبر ۳۲۳ کے مطابق جیل میں بچے کی پیدائش نہیں ہونی چاہیئے بلکہ ایسے مواقع کے لیئے حاملہ عورت کو ضمانت پر رہا کردینا چاہیئے۔ سب سے افسوسناک بات جو دیکھی گئی وہ یہ تھی کہ تین سال سے زیادہ کی عمر کے بچے بھی انہیں کوٹھڑیوں میں اپنی ماؤں کے ساتھ رکھے گئے تھے۔ یہ بھی قاعدہ نمبر ۳۲۶ کی خلاف ورزی ہے۔ اس قاعدہ میں یہ کہا گیا ہے کہ بڑے بچوں کو جیل میں نہ رکھا جائے۔ اس وقت ۸۹ عورتیں اس جرم میں ملوث ہوکر قید خانوں میں پڑی ہیں اور ان کے مقدمے زیر سماعت ہیں جہاں تک غیر ملکی عورتوں کا تعلق ہے۔ ان کی حالت تو بہت ہی ناگفتہ بہ ہے۔ نہ انکے پاس روپیہ پیسہ ہے اور نہ انکی مدد کرنے والا کوئی شخص موجود ہے، وہ تو اپنی رہائی کے لئے کسی معجزے ہی کا انتظار کر رہی ہیں

جب ہم نے بنگلہ دیشی عورتوں سے بات کی تو ہمارے سامنے مردوں کی دھوکہ دہی کے واقعات آئے یہ معصوم عورتیں نوکری کا جھانسہ دے کر لائی گئی تھیں لیکن انہیں یہاں پر خاصی بڑی رقوم حاصل کرکے فروخت کردیا گیا۔ نوکریاں ملنے کی بجائے انہیں جیل کی زندگی مل گئی۔ کیونکہ ان کے پاکستان آنے سے متعلق تمام کاغذات ان کے ایجنٹوں کے پاس تھے۔

مس رشیدہ پٹیل اس ایسوسی ایشن کی سربراہ ہیں مس وائل گوہر، مس شیلاز اور افروز اسحاق خان نے یہ سروے کیا۔ اور یہ اس سلسلے میں تگ و دو کر رہی ہیں کہ ان بدقسمت عورتوں کو رہائی نصیب ہو۔ یہ کہتی ہیں کہ ہماری ایسوسی ایشن اس سلسلے میں ہر قسم کی مدد کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ اس ایسوسی کا دفتر کاشف سنٹر ساتویں منزل کے کمرہ نمبر ۷۱۰، میں واقع ہے

جیسا کہ ہم نے آغاز میں کہا ہے حضرت سیدنا امام جماعت احمدیہ نے قیدیوں کی مدد کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ اور جماعت خدا کے فضل سے اپنی استطاعت کے مطابق اس کام میں سرگرم عمل ہے۔ ہم اپنے وکلاء اور دیگر حضرات کی توجہ ویمن لائرز ایسوسی ایشن کی طرف مبذول کرواتے ہوئے یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کے کام میں بھی مدد کی جائیگی

(ن-س)

بقیہ: خلاصہ خطبہ

اس ضمن میں کینیڈا اور امریکہ کی دوسری جماعتوں نے عملی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ بعض دفعہ تھوڑوں کے فیض سے بڑی تعداد کے لوگ فیض پایا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس امر کا اظہار خود ان علاقوں کے گورنرز، منسٹرز، ممبران پارلیمنٹ نے صد سالہ جوبلی کی تقاریب میں اپنے پیغامات میں کیا کہ یہ جماعت تھوڑی تو ہے لیکن غیر معمولی صلاحیتوں سے مزین ہے۔ اور ہماری نظر اس پر تحسین کے ساتھ پڑ رہی ہے۔ اور ان کی وجہ سے ہماری سوسائٹی کو بہت سے فوائد پہنچ رہے ہیں۔ آپ کا بھی یہ عذر کافی نہیں کہ ہم تو بہت تھوڑے ہیں اور اس سوسائٹی پر کیا اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کی محبت سے خدائی وجود بننے والے اخلاق حسنہ سے متصف لوگ یقیناً بااثر وجود ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد کی کمی ان کے رسوخ کی راہ میں حائل نہیں ہوا کرتی۔

حضور انور نے تفصیل سے عمائدین کینیڈا کے جماعت کے بارہ میں نیک جذبات کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ایک چھوٹی سی جماعت کے متعلق ان کا اعتراف جہاں ان کے اعلیٰ خلق کو داد تحسین دیتا ہے وہاں جماعت کے حسن خلق کے متعلق بھی عظیم الشان شہادت ہے۔

حضور انور نے اہل فرانسسکو کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ بیت الذکر میں تقویٰ کی زینت لے کر آئیں اور ہر آن اس بات کا خیال رکھیں کہ میری کسی بات پر خدا ناراض نہ ہو جائے۔ اور میں اس کی محبت سے محروم نہ رہ جاؤں۔

فرمایا جہاں تک میرا اس جماعت سے رابطہ ہوا ہے میں خوشی سے اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ میرے نزدیک خدا نے آپ کی جماعت کو تقویٰ کی بنیادی صفت سے مزین فرمایا ہوا ہے۔ اور میں نے بڑے نیک لوگ آپ میں دیکھے ہیں۔ گو کہ آپ کی جماعت بظاہر نہ تو منظم ہے اور نہ ہی اجتماعی کوششوں میں کوئی ایسا حصہ لے رہی ہے جو قابل ذکر ہو لیکن اس کے باوجود آپ کا خمیر اچھا ہے حتیٰ کہ بعض احباب کی غیر از جماعت بیویوں نے بڑی سعادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے یہ شکوہ کیا کہ جماعت کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں ہمارے بچے بار بار حاضر ہو کر دینی اخلاق و آداب حسنہ سیکھ سکیں۔ یہ احساس بڑا ہی پسندیدہ احساس ہے پس میں نے جس نظر سے آپ کو دیکھا ہے میں اطمینان کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ گوہر قابل آپ کے اندر موجود ہے۔

فرمایا اس کے علاوہ میں نے تقویٰ کی ایک یہ بھی یہاں علامت پائی ہے کہ دکھاوا نہیں ہے چنانچہ اس بدصورت نظر آنے والی عمارت کو ایک خوبصورت مشن ہاؤس میں تبدیل کرنے کے لئے بعض لوگوں نے بغیر ریاکاری کے نہایت خاموشی سے دن رات یہاں خدمتیں کی ہیں۔ اس ضمن میں حضور انور نے مقامی جماعت کے صدر مکرم محمد فیروز صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ باوجود اس کام میں مرکزی کردار ادا کرنے کے وہ ملاقات کے وقت بار بار میری توجہ دوسروں کی خدمتوں کی طرف مبذول کرواکے ان کی تحسین اور دلداری کے طلبگار رہے اور یہی کیفیت دوسروں کی رہی۔ فرمایا اور یہی تقویٰ کی روح ہے۔ پس میں کیسے یہاں سے غیر مطمئن ہو کر جا سکتا ہوں جبکہ میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کے دلوں میں تقویٰ کی علامتیں دیکھی ہیں۔ خدا نے تو آپ کو وہ دولت عطا فرمائی ہے جو عظیم الشان کام سرانجام دے سکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہاں صرف نظام اور اجتماعیت کی کمی ہے جس کا ایک حصہ تو آج اس مشن ہاؤس کی صورت میں پورا ہو گیا ہے جسے آپ اپنی اجتماعی زندگی کا محور بنا سکتے ہیں۔ اور میری آپکو یہی نصیحت ہے کہ خدا کے اس احسان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور اسکو خوب رونق بخشیں۔ خدا کے فضل سے آپکی جماعت میں تمام بنیادی صلاحیتیں موجود ہیں۔ کہ آپ ایک عظیم جماعت کے طور پر یہاں ابھریں اور ارد گرد کے ماحول پر ایک نیک اثر قائم کریں۔ اور میں توقع رکھتا ہوں کہ خدا جب بھی مجھے یہاں دوبارہ آنے کی توفیق عطا فرمائے آپ میں ایسی روحانی پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہوں کہ میں خدا کے حضور اپنی روح کو بہت ہی زیادہ جھکاتے ہوئے اور سجدہ ریز ہوتے ہوئے یہاں سے رخصت ہوں۔

حضور انور نے اس موقعہ پر اجتماعیت کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے یاد رکھیں۔ اس میں انسان کی زندگی ہے۔ فرد کی اکیلی زندگی کوئی حیثیت نہیں رکھتی قطرے اکٹھے ہو کر ہی دریا بناکرتے ہیں ورنہ یہاں ہر طرف ایسی خشک زمینیں پھیلی پڑی ہیں جو قطروں کو جذب کر کے ان کی خداداد تاثیروں کو ضائع نہیں ہونے دیں گی۔ اس لئے آپ نظام جماعت سے وابستہ رہیں اور اپنی خدمتیں پیش کریں۔ اور خدمتیں نہ لینے کے نتیجہ میں تکلیف محسوس کریں۔ یہ ابراہیمی روح ہے۔ اسی روح کے نتیجے میں خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے قیامت تک کی برکتوں کے وعدے کئے تھے اور یہی وہ ابراہیمی روح تھی جسکے نتیجے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی ذریت میں پیدا کیا گیا ہے۔ پس آپ کے اوپر ابراہیمی ہونے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونے کی حیثیت سے یہ غیر معمولی حسین اور پیاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کہ آپ بھی خدا کے حضور یہی سلوک کی راہ اختیار کریں۔ اور اللہ سے دعا کرتے رہیں کہ اے خدا! جماعتی ذمہ داریوں پر ہمارے دل میلے نہ ہونے دینا اور ہمارے دل میں یہ بے قرار تمنا جاری رکھنا کہ ہم جب ایک کام کرلیں تو دوسری مصروفیت کے لئے دل میں تمنا پیدا کریں اور تیری خدمت میں ہمیں زیادہ خوشی محسوس ہو۔ اللہ آپ کو اسکی توفیق عطا فرمائے اور خدا کرے کہ یہ جماعت جلد جلد بڑھے ــــ اور موتیوں کی طرح نظام جماعت کے ساتھ منسلک ہو جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمہوریت کے فروغ کے تقاضے

صدر مملکت کی تقریر (۲۳ جولائی ۱۹۸۹ء بمقام کوئٹہ) کے اقتباسات

قومی کونسل برائے سماجی بہبود کے زیر اہتمام سماجی کارکنوں کی یہ تیسری کل پاکستان کانفرنس ہے سماجی بہبود کے سلسلے میں ہونیوالے مثبت کام کی اہمیت کو نمایاں کرنے کے علاوہ ان کانفرنسوں کی ایک امتیازی خصوصیت یہ رہی ہے کہ ان کے لئے ان موضوعات کا انتخاب کیا جاتا ہے جو وقت کی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی تعمیر کیلئے درکار ذہنی فضا پیدا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو سکیں۔ پہلی دو کانفرنسوں میں قومی خود اعتمادی کو موضوع بحث بنایا گیا تھا اور اس بار بھی آزادی کی بقا کیلئے خود اعتمادی کی ناگزیر اہمیت کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔ اس موضوع پر متعدد نامی گرامی اہل دانش اپنے مقالے پیش کریں گے اور مجھے امید ہے کہ وہ خود اعتمادی کے ان مختلف پہلوؤں پر بصیرت افروز اور سیر حاصل بحث کریں گے جو آزادی کی شرط اوّل اور اس کے دوام کی ضمانت ہیں۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر، آپ کی اجازت سے میں بھی کچھ گزارشات پیش کرنے کی جسارت کروں گا۔

میرے نزدیک آزادی ہی زندگی کی روح ہے، غلامی میں زندگی، بقول اقبال "گھٹ کے جوئے کم آب رہ جاتی ہے جب کہ آزادی اسے بحر بیکراں بنا دیتی ہے۔ مگر آزادی ہے کیا؟ کیا محض سیاسی خود مختاری کو آزادی کہا جا سکتا ہے؟ یقیناً غیروں کی محکومی سے نجات آزادی کی بنیادی شرط ہے۔ مگر حقیقی آزادی اس سے کہیں وسیع تر مفہوم رکھتی ہے اس میں سیاسی خود مختاری بھی شامل ہے۔ اور اقتصادی خود انحصاری بھی۔ حریت فکر بھی اس کا لازمہ ہے اور معینہ مدت میں آزادی عمل بھی۔ یہ منزلوں کے انتخاب کے اختیار کا بھی نام ہے اور سفر کی راہوں اور رفتار کے تعین کی صلاحیت بھی۔ اگر آزادی اپنے وسیع تر مفہوم سے محروم ہو تو لفظوں کی شعبدہ گری کے سوا اور کچھ نہیں۔ لیکن اگر آزادی یہ معنوی جامعیت رکھتی ہو تو پھر وہ قوموں کو خود اعتمادی کی اس بلندی سے ہمکنار کر دیتی ہے اگر ہمیں بحیثیت قوم اپنی حقیقی آزادی کا تحفظ کرنا ہے اور ترقی یافتہ اقوام میں اپنے لئے مقام پیدا کرنا ہے تو قوم کے تمام طبقوں کو ایک دوسرے پر اعتماد کرنا ہوگا اور باہمی ارتباط اور یکجہتی کو فروغ دینا ہوگا ہمیں ہر میدان میں اپنے آپ پر انحصار کرنا سیکھنا ہوگا۔ دوسروں کے تجربات اور فنی مہارت سے یقیناً استفادہ کیا جا سکتا ہے اور کرنا چاہیئے کہ چراغ سے چراغ جلانا باعث عار نہیں۔ مگر ہمیں یہ ہرگز نہیں بھولنا چاہیئے کہ ترقی نہ خیرات سے ملتی ہے اور نہ ہی مستعار ہی لی جا سکتی ہے۔ ترقی تو نشوونما کا وہ عمل ہے جو ایک معاشرے کی باطنی قوت سے توانائی حاصل کرتا ہے۔ بیرونی ذرائع سے صرف اس کی رفتار کو تیز کیا جا سکتا ہے اور بس۔ ترقی کے حصول کا یہی انداز ملی حمیت کا تقاضا ہے اور یہی تحفظ آزادی کا ذریعہ اور قومی خود اعتمادی کی علامت ہے۔

آج بحمد اللہ ملک میں جمہوریت کا دور دورہ ہے اور ہمیں وہ آزادانہ ماحول میسر ہے جو قومی خود اعتمادی کے فروغ کے لئے ضروری ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس ماحول کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فکر، قول اور عمل کی ان صحتمند روایتوں کی داغ بیل ڈالیں جو قوم کو اپنے حال سے مطمئن اور اپنے مستقبل کے بارے میں پرامید بنا دیں۔ یقیناً قوم کے راہنماؤں میں ایسا کرنے کی خواہش بھی پائی جاتی ہے اور وہ اس کی اہلیت بھی رکھتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی یہ خواہش محض زبانی دعوؤں تک محدود نہ رہے بلکہ عملی کوششوں کے ذریعے مثبت نتائج کی صورت میں ظاہر ہو اور اُن کی صلاحیتیں بے سود محاذ آرائی میں ضائع ہونے کی بجائے قومی تعمیر میں دیوار میں چنی ہوئی اینٹوں کی طرح ایک دوسرے کا سہارا بننے میں صرف ہوں۔ تبھی وہ اس مینڈیٹ کا حق ادا کر سکیں گے جو عوام نے انہیں دیا ہے۔

بحالیٔ جمہوریت پاکستان کے کروڑوں لوگوں کیلئے امید کا پیغام لائی ہے۔ وہ توقع کرتے ہیں کہ اب آئین اور قانون کو بالادستی حاصل رہے گی اور ناانصافی اور ظلم کی ہر شکل کا خاتمہ کیا جائیگا۔ انہیں امید ہے کہ عدل اور اسلامی مساوات کے اصولوں کے مطابق آبادی کے ہر حصے اور ملک کے ہر علاقے کے جائز حقوق کی پاسداری کی جائیگی انہیں انتظار ہے کہ ان کی فلاح و بہبود اور ترقی کیلئے ٹھوس کام کئے جائیں گے۔ نہ ان کی توقعات بے محل ہیں اور نہ امیدیں بے جواز۔ جمہوریت کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان توقعات کو پورا کیا جائے۔

اب اگر ہم عوامی امنگوں اور توقعات کے پس منظر میں ملکی حالات کا جائزہ لیں تو ایک طرف تو ہمیں جمہوری اداروں دستوری آزادیوں اور عوام کی حکمرانی کا روشن افق نظر آتا ہے تو دوسری طرف اسی افق پر بادلوں کے کچھ ایسے سیاہ ٹکڑے بھی دکھائی دیتے ہیں جو روشنی کو ہر طرف یکساں طور پر پھیلنے سے روک رہے ہیں۔ انتخابات کے سیاسی ماحول میں ان بادلوں کا ظہور میں آنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن انتخابات کو اتنا عرصہ گزرنے کے بعد ان بادلوں کو اب چھٹ جانا چاہیئے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ سال میں نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نو منتخب اراکین اسمبلی کی توجہ کچھ ایسی باتوں کی طرف دلائی تھی جو میری رائے میں ان غلطیوں سے بچنے کیلئے ضروری ہیں جن کے بھیانک نتائج ہم ماضی میں بھگت چکے ہیں میں نے اشتراک عمل، باہمی مفاہمت اور صحت مند تعاون پر زور دیا تھا اور گزارش کی تھی کہ انتخابی محاذ آرائیوں کو بھلا کر ملکی مفاد میں ایک دوسرے کا تعاون حاصل کرنے کے لئے فراخ دلی، درگذر، میانہ روی اور رواداری کے جذبوں سے کام لیا جائے۔ اس سے قبل قوم سے اپنے نشری خطاب میں میں نے قرآن حکیم کے اس حکم کی یاد دہانی کروائی تھی کہ "بے شک تم کو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حقداروں کو پہنچا دیا کرو"

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ، وجہ خواہ کچھ ہی رہی ہو، اس مخلصانہ مشورے پر اب تک پوری طرح عمل نہیں ہو سکا۔ آج بھی ہمیں باہمی اعتماد، رواداری اور مفاہمت کے ان جذبوں کا فقدان نظر آتا ہے جو جمہوریت کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ بعض غیر ذمہ دار اصحاب کی انا پرستی بعض کی عجلت پسندی، بعض کے سیاسی عزائم اور بعض کی سیاسی مجبوریاں ملک میں ایک ایسا ماحول پیدا کر رہی ہیں جس میں عام آدمی کے لئے تشویش کے پہلو ہیں اور وہ اپنے آپ کو ایک عجیب سے ناقابل تشریح مخمصے میں گرفتار پاتا ہے۔ اس میں وہ خوداعتمادی اجاگر نہیں ہو رہی جو بحالی جمہوریت کے نتیجے میں ہونی چاہیئے تھی اور جو معاشرے میں مجموعی طور پر پُرسکون فضا کا سبب بنتی ہے۔

اگر کوئی سیاسی جماعت عوام میں اپنی حمایت کی بنیادوں کو وسیع تر کرنا چاہتی ہے تو یہ اس کا حق ہے جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ کام عوام کی بہتر خدمت اور صداقت کے دامن کو چھوڑے بغیر اپنے نظریات کے مؤثر پرچار کے ذریعے کیا جانا چاہیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اس مقصد کیلئے لسانی، گروہی، صوبائی یا مذہبی تعصبات کا سہارا لیا جائے۔ جماعتی نظام میں حریف جماعتوں کی پالیسیوں پر تنقید اور مختلف مسائل کے بارے میں ان کے نکتہ ہائے نظر کی خامیوں کو اجاگر کرنا بھی یقیناً ایک صحتمند روایت ہے جس کے ذریعے عوام کی ذہنی تربیت اور اپنے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ مگر ایک دوسرے پر بدنیتی سے الزام دھرنے، نیتوں پر شبہ کرنے، ذاتیات میں الجھنے یا حقائق کو مسخ شدہ اور مبالغہ آمیز شکل میں پبلش کرنے سے نہ پارٹی کے مفادات کو پائیدار تقویت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ جمہوریت ہی کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے عوام کا سیاسی شعور اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ وہ حقیقت اور افسانے میں تمیز کر سکتے ہیں۔

یہ باتیں نہ چاند کی خواہش کرنے کے برابر ہیں اور نہ کسی معجزے کی توقع کے مترادف۔ یہ سب عملی باتیں ہیں جو دنیا کی کامیاب جمہوریتوں اور مستحکم وفاقی نظاموں میں پائی جاتی ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے ہاں بھی یہ خوشگوار تبدیلی نہ آسکے۔ اگر ہم مفاہمت کے جذبے سے کام لیں، ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش کریں اور جمہوری اختلافات کو جمہوری طریقوں سے دور کرنے کی عادت ڈالیں تو حالات میں انتہائی مثبت تبدیلی بڑی آسانی سے آسکتی ہے

عوام کے سبھی منتخب نمائندوں نے خدا کو حاضر و ناظر جان کر آئین سے وفاداری کا حلف اٹھایا ہے۔ یہ حلف تقاضا کرتا ہے کہ ہر اس روش سے اجتناب کیا جائے جو آئین کی روح کے منافی ہے۔ ہر ایک کو ہر حال میں قومی مفادات اور آئین کو اوّلیت دینی چاہیئے اور سیاسی اختلافات کو اس حد تک طول نہیں دینا چاہیئے کہ وہ وفاقی رشتوں کی کمزوری کا یا جماعتی نظام کی کارکردگی میں رکاوٹ کا سبب بنیں۔

اسی حلف کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کیا جائے۔ یہ ملک ہم سب کا ہے۔ ملکی وسائل اور قومی دولت پر، حکومتوں کے تصرف میں ہونے کے باوجود سب کا برابر کا حق ہے۔ آبادی کے ہر حصے اور ملک کے ہر علاقے کے افراد کو ان سے مستفید ہونے کے مواقع، استحقاق اور میرٹ کی بنیاد پر ملنے چاہیئں اور اس معاملے میں عدل کے اصولوں سے انحراف نہیں کیا جانا چاہیئے۔ نوازش ہائے بیجا سے، بہ الفاظ غالب، حرف شکایت ہائے رنگین کا گلا ہی پیدا ہوگا اور کچھ نہیں۔ چنانچہ ہر ایسی حرکت سے گریز ضروری ہے جو افراد کے مابین، گروہوں کے مابین اور علاقوں کے مابین انصاف کرنے کی اس عظیم ذمہ داری کی راہ میں حائل ہوتی ہو جو خدائے بزرگ و برتر اور آئین کی طرف سے اہل اقتدار پر عائد ہوتی ہے۔ اس معاملے میں کوتاہی ایک اجتماعی غلطی ہوگی اور جیسا کہ میں نے اپنی کسی گذشتہ تقریر میں کہا تھا، قدرت قوموں کی اجتماعی غلطیاں معاف نہیں کیا کرتی۔ مجھے یقین ہے کہ سیاسی قائدین اس اعتماد کو مجروح نہیں ہونے دیں گے جس کا اظہار عوام نے انہیں اپنی تقدیریں سونپ کر کیا ہے۔

یہاں میں اپنی چھپی ہوئی تقریر سے ہٹ کر، خود اپنی آئینی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہوں گا کہ ایک منتخب صدر کی حیثیت سے میں خود بھی آئین کے تحفظ کے حلف کے تابع ہوں۔ حال ہی میں امن و امان کو برقرار رکھنے کی ضرورت اور مرکز اور صوبوں کی محاذ آرائی کے ضمن میں مختلف اطراف سے کچھ ایسے بیانات سامنے آئے ہیں کہ وقت آگیا ہے کہ اصلاح احوال کیلئے صدر کو اپنا آئینی کردار ادا کرنا چاہیئے۔ آئین یقیناً صدر کو بعض خصوصی اختیارات دیتا ہے جن کی وضاحت (PRECISION) کے ساتھ خود آئین میں کی گئی ہے۔ تھوڑے بہت ابہام کی اگر گنجائش تھی تو وہ بھی حال ہی میں سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلے میں دور کر دی ہے۔ یہ اختیارات بعض مخصوص حالات میں ایک مخصوص طریق کار کے مطابق، مخصوص مقاصد کیلئے، مخصوص اوقات پر ہی استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

لہٰذا صدر کے آئینی کردار کی بات کرتے وقت آئینی اور قانونی ضرورتوں کا اور آئین میں تعین شدہ دائرہ اختیار کا آٹھویں ترمیم کے ہوتے ہوئے بھی، لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کردار صرف اور صرف آئین کی روح کے مطابق ان مخصوص حالات میں ہی ادا کیا جا سکتا ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ایک منتخب صدر سے جو عدلیہ کو، پارلیمنٹ کو اور سب سے بڑھ کر عوام کو جوابدہ ہو، یک طرفہ من چاہے اقدامات کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

مجھ سے زیادہ شاید ہی کسی کو اپنی آئینی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور ان کی ادائیگی میں مجھ سے انشاء اللہ کبھی کوتاہی نہیں ہوگی۔ میں اپنے طور پر ہر فریق کو بھی آئینی راستوں پر قائم رکھنے کیلئے مسلسل کوشش کرتا رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ البتہ ان باتوں کا نہ تو ڈھنڈورا پیٹا جا سکتا ہے اور نہ یہ میرا طریقہ کار ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دوں کہ آئین کا تحفظ اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بہترین صورت تو یہی ہے کہ سب مل جل کر، اجتماعی کوششوں سے وہ سازگار ماحول پیدا کریں جو جمہوریت اور وفاقیت کے پھلنے پھولنے کیلئے ضروری ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء صفحہ ۳)

یاد رفتگان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا "یاد رفتگان" کا کالم قارئین میں بہت مقبول ہو رہا ہے۔ اور کثرت کے ساتھ احباب و خواتین نے اپنے وفات یافتہ بزرگوں اور عزیزوں کے حالات لکھ کر ہمیں بھجوائے ہیں۔ جنہیں ہم باری باری شائع کر رہے ہیں۔ بعض مضمون نگار حضرات نے پریشانی کا اظہار کیا ہے کہ ابھی تک ان کے مضامین کیوں شائع نہیں ہوئے۔ ایسے احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ باری باری سب مضمون شائع کیے جائینگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا میں امن قائم رکھنے کے قواعد

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) نے ۳۰ جون ۱۹۲۲ء کے خطبہ جمعہ میں "امن" کے بارہ میں فرمایا۔

" دنیا میں اللہ تعالیٰ نے امن اور عدل کے قائم رکھنے کیلئے کچھ قواعد مقرر فرمائے ہیں۔ وہ قوانین اس قسم کے ہیں کہ ان کو نظر انداز کرتے اور ان سے لاپرواہی کرنے سے نہ تو کوئی خود امن سے رہ سکتا ہے نہ دوسرے رہ سکتے ہیں۔ تم یہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ بلا امن کے بھی کوئی آرام میسّر ہو سکتا ہے۔ دنیا میں جتنی بے چینیاں ہیں۔ وہ سب بے امنی کا نتیجہ ہیں بلکہ بے اطمینانی نام ہی بے امنی کا ہے۔ غور کرو۔ جس شخص کی آنکھ، ناک، کان، زبان، انتڑی، معدہ پھیپھڑا، جگر، دل، تِلی وغیرہ سب امن میں ہوں کیا وہ بے آرام ہوا کرتا ہے۔ انسان کب بے آرام ہوتا ہے تبھی جب اس کے جسم میں امن نہیں رہتا اس کے جسم کے کسی حصّہ میں جنگ شروع ہوتی ہے۔ وہ تمام بے چینیاں جو جسم سے متعلق ہیں۔ تب ہی ہوتی ہیں جب جسم کے کسی حصّہ میں بے امنی ہو۔ دل کی بے چینی کو اگر دیکھو تو وہ بھی بے سبب نہیں ہوتی کوئی چیز ہوتی ہے جو اس پر حملہ کرتی ہے اور دل کی پیاری چیز کو دُکھ پہنچاتی ہے۔ تب دِل میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے رشتہ داروں یا جذبات میں۔ دین کے معاملات میں۔ تمدّنی یا سیاسی حالات میں بے امنی ہی کا نتیجہ بے اطمینانی ہوتا ہے۔"

(الفضل ۴ جولائی ۱۹۲۲ء)

جو نرمی سے محروم ہوا۔ وہ نیکی سے بالکل محروم رہا۔

خود ملکر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر

حضرت حکیم نظام جان

کے فرزند

حکیم عبد الحمید اعوان

کا ماہانہ پروگرام

۱۵-۱۶ تاریخ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالروالا

۱۹ سے ۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد نمبر 3 کراچی

۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ حضوری باغ روڈ ملتان

باقی دِنوں میں مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے۔

مینجر

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ

فوری ضرورت

خاکسار کو اپنے کلینک کیلئے ایک انڈر میٹرک ملازم کی فوری ضرورت ہے۔ عمر چالیس سال سے کم ہو۔ خواہشمند احباب صبح ۱۰ بجے سے ایک بجے بعد دوپہر ملیں۔

ڈاکٹر مرزا لئیق احمد

ضرورت ہے

ہمارے ادارہ کو ایک کیشیئر کی ضرورت ہے۔ اکاؤنٹ جاننے والا قابل ترجیح ہوگا۔ درخواست اپنے امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔

مینجنگ ڈائریکٹر

کیورٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ پاکستان۔ ربوہ

فون نمبرز: سیلز آفس ۷۷۱ — کلینک ۶۰۶

خبریں

★۔ نیو سبزی منڈی پشاور میں بم کے دھماکے میں ۴ افراد ہلاک اور ۲۹ افراد زخمی ہو گئے جبکہ راولپنڈی میں بموں کے دو دھماکوں میں ۳ افراد زخمی ہو گئے۔ بم کے دھماکہ سے ہلاک ہونے والوں کی لاشیں جل گئیں اور کئی لاشوں کے لوتھڑے الگ الگ ہو کر دور جا گرے۔ ماہرین کے مطابق یہ ڈھائی کلو وزنی پلاسٹک بم کا دھماکہ تھا۔ پشاور میں دھماکہ کے بعد افغان مہاجرین کے داخلے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

★۔ محکمہ موسمیات نے سیالکوٹ کے علاقے میں ایک جدید راڈار سسٹم قائم کیا ہے جو اپنے علاقے کے دس شہروں میں ۲۳ کلومیٹر کے علاقہ میں ہونے والی بارشوں کے بارے میں پیشگوئی شروع کر رہا ہے۔ ان شہروں میں لاہور، جہلم، گوجرانوالہ، گجرات، وزیر آباد، سرگودھا، سیالکوٹ، قصور، فیصل آباد اور جھنگ شامل ہیں۔

اس نظام کو بہتر بنانے سے یہ سہولت میسّر آسکے گی کہ ریڈیو پاکستان برسات کے دوران ہر چھ گھنٹے بعد موسم کا حال بتا سکے گا۔

★۔ دریائے سندھ کے سیلاب کا پانی ضلع راجن پور کے متعدد علاقوں میں داخل ہو گیا ہے۔ سرکاری ترجمان کے مطابق ۶ لاکھ ۴۳ ہزار کیوسک پانی کا ریلا راجن پور کے علاقوں سے گزر رہا۔ نشیبی علاقوں سے لوگوں کو نکالنے کا کام بدستور جاری ہے۔

★۔ تھانہ منڈی بہاؤ الدین میں دو عورتوں انور بی بی اور غلام فاطمہ کی مبیّنہ طور پر آبرو ریزی اور تھانے میں برہنہ ڈانس کرانے پر تھانہ کے اے۔ ایس۔ آئی سکندر حیات، نائب محرر شمشاد سمیت سات پولیس ملازمین کو حدود آرڈیننس کے تحت معطل کر دیا گیا ہے۔

★۔ پنجاب اسمبلی کے رکن اور ڈپٹی قائد حزب اختلاف سلمان تاثیر کو گزشتہ روز ڈسٹرکٹ سیشن جج کی عدالت کے احاطہ سے پولیس نے کمانڈوز ایکشن کے ذریعے گرفتار کر لیا۔ سلمان تاثیر اپنے خلاف ایک مقدمہ میں عبوری ضمانت قبل از گرفتاری کی توثیق کے لئے سیشن جج کی عدالت میں پیش ہوئے۔ عدالت نے اگلے روز صبح نو بجے انہیں تفتیش میں شامل ہونے کے لئے کہا اور درخواست کی ضمانت ۱۹ اگست تک کے لئے ملتوی کر دی۔ اس کے فوراً بعد عدالت میں موجود پولیس والوں نے انہیں دبوچ لیا اور گریبان سے پکڑ کر انہیں زبردستی پولیس جیپ میں بٹھا کر ساتھ لے گئے۔

★ تحصیل پسرور کے موضع چاروا کے قریب دھمالہ رینجرز پوسٹ کے نزدیک مقبوضہ جموں سرحد پر پنجاب رینجرز اور بھارتی سرحدی سیکورٹی فورس کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا یہ جھگڑا اسوقت شروع ہوا۔ جب بھارتی سیکورٹی فورس کے اہلکار پاکستانی علاقہ میں گشت پر بضد تھے۔

★ روس کے متعدد مشیر اور فوجی کابل حکومت کی مدد کے لئے جلال آباد پہنچ گئے ہیں۔ جو فارسی اور افغانی زبان بول سکتے ہیں اور افغانی لباس میں ہی ملبوس ہیں۔ تاکہ انکی شناخت نہ کی جا سکے

ادھر کابل میں فوجی افسروں میں زبردست اختلافات اور کشیدگی کی افواہیں گردش کر رہی ہیں تاہم کابل حکومت نے اس کی تردید کی ہے۔

دریں اثناء جلال آباد میں افغانستان کی مسلمان خواتین نے کابل انتظامیہ کے خلاف مظاہرہ کیا۔

۶ اگست کے پرچہ میں شائع ہونے والا خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۳ جون ۱۹۸۹ء کو ارشاد فرمایا تھا۔

سرزمینِ قادیان کا اوّلین

مشہور دواخانہ

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

۷۴۸۴۴، ۹۰۶، —، ۳۱۰۲۶، —